حافظ راشد الحق
ایگزیکٹو ایڈیٹر ماہنامہ الحق

سفرِ علم و آگہی

"الحق"، ماضی حال اور استقبال کے آئینہ میں

فرقِ باطلہ کا تعاقب!

(۲)

قادیانیت

گزشتہ قسط میں ہم نے الحق کے تیس سال مکمل ہونے کے حوالے سے اس کے مندرجات کے متعلق مختصر اجمالی تذکرہ کیا تھا اب آیئے ذرا تفصیلاً اس کا ایک جائزہ لیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے الحق اور فرقِ باطلہ کے تعاقب کے بارے میں ایک مختصر خاکہ پیش خدمت ہے چونکہ الحق کے مہم ترین مقاصد اور فرائض میں سے ایک اہم ذمہ داری یہ بھی شامل ہے کہ اعداءِ اسلام کی ریشہ دوانیوں اور سازشوں کا ہر محاذ پر مقابلہ کیا جائے، اور مسلمانوں کو ان کے مکروہ عزائم سے آگاہ کیا جائے۔ اور الحمدللہ مقامِ شکر ہے کہ الحق نے بطریقۂ احسن یہ ذمہ داری بھی انجام دی۔

دراصل اسلام کے ابتدائی دنوں میں ہی مختلف فرقِ باطلہ نے اپنی مکروہ سازشوں اور فریب کاریوں کا جال بُننا شروع کردیا تھا اور شروع ہی سے ان کی یہ کوششیں رہیں کہ کسی طرح سے بھی قصرِ اسلام میں نقب لگا سکیں اور کسی بھی صورت اس کی شانِ عظمت اور وقار کو دھندلایا جاسکے۔ اور اس مقصد کے حصول کے لیے ان دجالی فتنوں، شیطانی تحریکات اور ائمۂ تلبیس نے لبادۂ اسلام میں مقدس دین اور امت مسلمہ کو شر و فساد تفرقہ بازی اور ملمع سازی اور دجل و تلبیس فریب و ریا کے ہتھکنڈوں سے اسلام کے مضبوط حصار میں دراڑیں اور شگاف پیدا کرنے کی ناپاک کوششیں کیں۔ چنانچہ ہر دور میں انہی فتنوں کی سرکوبی کے لیے قدرتِ حق نے رجال کار اور مردانِ باصفا پیدا کیے۔ جن کی انتھک کوششوں اور شبانہ روز مساعی سے ان فتنوں کے عزائم اور افکارِ خبیثہ امت مسلمہ کے سامنے طشت ازبام ہوگئے اور ان کے اسلام کے خلاف سارے منصوبے اور سازشیں تارِ عنکبوت ثابت ہوئے اور ان فتنوں کا ٹڈی دل، جو کہ ایک سیلابِ بلا سے کم نہیں تھا۔ گلشنِ اسلام کی تر و تازگی و شادابی کو پژمردہ نہ کرسکا۔

چنانچہ اسی سلسلے میں ہم جھوٹے مدعیانِ نبوت کے بارے میں کچھ عرض کریں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا

ارشاد گرامی ہے کہ سیکون فی امتی ثلاثون دجالون کذابون (الحدیث) کہ عنقریب میری امت میں تیس ۳۰ دجال اور کذاب پیدا ہوں گے، اور آنحضرت ؐ کی اسی پیشگوئی کے مطابق جب حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کے دور خلافت میں مسیلمہ کذاب نے باقاعدہ اپنی نبوت کا دعویٰ کیا۔ اور ایک کثیر تعداد میں لوگ اس کے زیر اثر آگئے تو ظاہر ہے کہ اس عظیم فتنہ کو دبانا ضروری تھا اسی مقصد کی خاطر حضرۃ ابو بکر صدیق رضؓ نے اس دجالی فتنہ کے خلاف بھرپور جہاد کیا۔ چنانچہ آپ کے اس بروقت اقدام کی وجہ سے یہ فتنہ سرد کر دیا گیا۔ اور مسیلمہ کذاب کو حضرت وحشی رضؓ ابن حرب نے واصل بجہنم کیا۔ اس وقت سے لے کر آج تک یہ فتنہ نت نئے روپ میں اور بھیس بدل کر مختلف انداز میں سر ابھارتا رہا ہے ۔

انہی ائمہ تلبیس، مسیلمہ کذاب، ابن سبا اور دیگر دجالین کے ٹولے کے ایک اور گندی ذریت فاسدہ لعین مرزا غلام احمد قادیانی اپنے سلف کے ڈگر پر چلتے ہوئے پھر عقیدہ ختم نبوت کا انکار کیا۔ اور انگریزوں کے اسی تربیت یافتہ کلبِ معلّم نے اسلام کی حقانیت اور عقیدہ ختم نبوت کے بدر کامل کی بڑھتی ہوئی روشنی کو دیکھ کر فطرتاً بھونکنا شروع کر دیا۔ لیکن عُوَاءِ الکلبِ لایظلم البَدْر کے مصداق قصر ختم نبوت میں اس کی نقب زنی کی یہ واردات کامیاب نہ ہو سکی، اور بقول غالب ۔

ع آپ اپنی آگ کے خس و خاشاک ہو گئے ۔ مُوتوا بغیظکم

چنانچہ جریدۂ الحق میں وقتاً فوقتاً امت مسلمہ کی روح کی اسی ناسور اور نبوت محمدیؐ کے خلاف اس عالمی صیہونی سازش قادیانیت اور اس فتنہ کی دسیسہ کاریوں اور فتنہ سازیوں کی قلعی کھول دی گئی ہے ۔ رچا ہے اس پر علمی انداز میں رد ہو یا ان کے فرسودہ اور خود ساختہ دلائل کی بیخ کنی ہو۔ یا سیاسی لحجہ میں اس فتنہ کے عالم اسلام کے خلاف مسازشیں ہوں۔ تو اس موضوع پر الحق میں انتہائی ٹھوس اہم اور مفید کام ہوا ہے اور انہی مقالات و مضامین کے سلسلہ میں جناب ابو مرثرہ کے مضامین جب الحق کے صفحات پر آئے ۔ تو ان کے ٹھوس دلائل اور مضبوط و محکم شواہد کا ان قادیانی ملمع سازوں کے پاس کوئی جواب نہ تھا۔ اور پھر وہی مضامین قادیان سے اسرائیل تک نامی کتابی شکل میں آئے۔ تو جھوٹی نبوت کے دعویداروں کے صفوں میں کھلبلی مچ گئی۔ اور آج تک وہ لوگ اس کا جواب نہ دے سکے ۔ ع

نہ خنجر اُٹھے گا نہ تلوار ان سے ۔ یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

اور پھر جب تمام مسلمانوں کو اسی فتنہ کی زہر افشانی کا علم ہوا تو ہر طرف سے اس قادیانی شجرۃ خبیثہ کو بیخ و بن سے اکھیڑنے اور اس کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا مطالبہ شروع ہوا۔ چنانچہ والد محترم مدظلہ نے اسی ضمن اور تناظر میں یہ روح پرور اور ایمان افروز زور دار یہ بعنوان "مطالبہ اقلیت ایک

سرسری جائزہ" لکھا۔ اس طویل اور پر مغز اداریہ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

" پاکستان کے نئے دستور میں نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیثیت خاتم النبیین بطور آخری نبی کے، ایک حقیقت تسلیم کرلی گئی ہے۔ اس دستور کی تکمیل کے تین ہفتے بعد کشمیر کی وادیوں سے ایک روح پرور آواز اٹھی اور سارے فضائے بسیط میں پھیل گئی۔ پاکستان کی سرزمین اس آوازۂ حق سے گونج اٹھی، باطل کے در و دیوار لرز اٹھے، کفر تھرا گیا اور جعلی نبوت کے ظلمتکدوں کی تاریکی اور بڑھ گئی۔ یہ آزاد کشمیر اسمبلی کی ایمان میں ڈوبی ہوئی آواز تھی۔ یہ حرارتِ ایمانی اور حمیّتِ ناموسِ رسالت کی ترجمانی کرنے والا فیصلہ تھا جس میں قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کا اعلانِ حق کیا گیا تھا۔ اس خبر کے پھیلتے ہی اسلامیانِ پاکستان میں خوشی ومسرت کی لہر دوڑ گئی ـــــ اس جرأت مندانہ اور مومنانہ فیصلہ پر آزاد کشمیر اسمبلی اور صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خان کو بے پناہ خراجِ تحسین پیش کیا گیا کہ ایسا کرنا ایمان کا تقاضا تھا۔ مگر جس کے دل اس روشنی سے محروم تھے اور جن کا باطن ناموسِ رسالت پر مرمٹنے کے جذبات سے عاری تھا اور جو آنکھوں کے نہیں مگر دلوں کے اندھے تھے۔ ان کے خرمنِ دجل وتلبیس پر یہ قرارداد ایک صاعقہ بن کر گری۔ ان کی سازشوں کا سلسلہ تیز سے تیز تر اور گہرا ہوتا چلا گیا ـــــ آزاد کشمیر کی حکومت اس "جرم" کی پاداش میں معزول کی جاچکی ہوتی اگر ملّتِ مسلمہ کا جذبۂ فدائیت اور ناموسِ رسالت پر مرمٹنے والے عزائم اس منصوبے کے آڑے نہ آتے۔

جن لوگوں کو یہ فیصلہ ناگوار گزرا ہے ان کی حقیقت سردار عبدالقیوم خان ہی کے ان الفاظ سے معلوم کی جا سکتی ہے۔ جو انہوں نے مرکزی وزیرِ داخلہ عبدالقیوم خان کے نام ایک تفصیلی مکتوب میں لکھے اور کہا کہ "در اصل بات میرے خلاف الزامات کی نہیں بلکہ آپ حضرات کو تکلیف اس امر کی ہے کہ میں یہاں آزاد کشمیر میں اسلامی قوانین کا نفاذ تیزی سے کیوں کررہا ہوں۔ اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دینے کی توفیق کا مجھ سے مطالبہ ہو رہا ہے غالباً قادیانیوں کی بھی آپ کو اتنی پریشانی نہیں جتنی اسلامی نظام کے نفاذ کی ہے۔"

بہرحال یہ مسئلہ صرف آزاد کشمیر کا نہیں، صرف برصغیر کا نہیں نہ صرف عالم اسلام کا ہے، بلکہ روئے زمین پر بسنے والے محمد عربی ؐ کے ہر نام لیوا امتی اور دربارِ رسالت ؐ کی چوکھٹ سے نسبت رکھنے والے ہر ادنیٰ سے ادنیٰ غلام کا ہے "قادیانی مسلم نزاع" جتنا بھی وقتی طور پر دبا دیا جائے گا۔ اتنا ہی شدت سے یہ امت کے اساسی تصورِ ایمان اور تصورِ رسالت کی وجہ سے مسلمانوں کو دعوتِ فکر وعمل دیتا رہے گا۔ اسلام کے قطعی معتقدات قرآن وسنت کی متواتر تعلیمات، نبی کریم ؐ سے عشق ومحبت، رسولِ عربی سے نسبتِ غلامی، اسلاف کے اجماعی فیصلے اور ملی اتحاد ویکجہتی کی حفاظت اور اس طرح کے ہزاروں ملّی، دینی، سیاسی اور معاشرتی تقاضے ہمیں مجبور کریں گے کہ ہم ایک بار اٹھ کر اس "نبوتِ کاذبہ" کے سارے نشانات ایک ایک کرکے مٹادیں۔ اسلامی لبادہ اوڑھ

کر دنیا میں پھیلنے والے اس دجّالی کفر کو جب تک پوری طرح ٹھکانے نہ لگایا جائے گا قادیانیت پوری امت کے لیے ایک چیلنج بنی رہے گی، اور محمد عربیؐ کی پوری امت اپنے محبوب پیغمبر کے سامنے سرخرو نہیں ہو سکے گی۔ قرآن ہمیں ایسے معاملات میں وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للّٰہ کا حکم دیتا ہے جو لوگ اس بارہ میں رواداری اور وسیع النظری کا مطالبہ کرتے ہیں اور جو ایسی باتوں کو تنگ نظری اور فرقہ واریت سمجھتے ہیں وہ ایمان کی حقیقت سے کوسوں دور ہیں اور ہزار بار دعویٰ ایمان واسلام کے باوجود خدا کی نگاہ میں ان کی وقعت سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ کے قاتل وحشی کے پیشاب کے قطرے کے برابر بھی نہیں جس نے نبی کریمؐ کی دلآزاری کا کفارہ اپنے وقت کے جھوٹے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو تہ تیغ کرنے کی شکل میں دیا اور جب تک اس ملعون کو جہنم رسید نہ کیا اس وقت تک خدا کی رحمت ومغفرت کے امیدوار نہ بن سکے۔

تعجب ہے کہ بعض لوگ قادیانیوں کے بارہ میں مسلمانوں کے مطالبہ اقلیت پر بھی چیں بجبیں ہو جاتے ہیں حالانکہ یہاں مسئلہ کفر واسلام کا نہیں، اسلام اور ارتداد کا تھا اور پوری اسلامی تاریخ میں ایسے لوگوں کو سزا قتل سے کم ہرگز نہ تھی اسے مسلمانوں کی رواداری کہئے یا مجبوریاں کہ وہ قادیانیوں کے بارہ میں انہیں "اقلیت قرار دینے" کا کم تر درجہ مطالبہ کرتے ہیں۔

تو آیئے! ہم اس اقلیّت کے مطالبہ کا ایک سرسری جائزہ لیں ـــ جہاں تک اقلیت کا مسئلہ ہے۔

دین و دنیا کے ہر شعبے میں علیحدہ امت ہونے کا اعلان

قادیانیوں کا بحیثیت ایک الگ اور متوازی امت ہونے کے یہ نہ صرف ایک بدیہی حقیقت ہے۔ بلکہ خود مرزائیت اپنی تمام تر تعلیمات واعمال میں نہ صرف ایک متوازی امت ہونے کا اعتراف کرتی ہے بلکہ اپنے پیروؤں کو عبادات، معاملات، معاشرت دین ودنیا ہر شعبۂ زندگی میں اس علیحدہ جداگانہ تشخص کی تلقین وتاکید کرتی چلی آرہی ہے۔ اور اس دائرہ سے باہر تمام غیر مرزائی مسلمانوں کو ایک علیحدہ امت اور الگ گروہ کہنے اور سمجھنے کے ہزاروں شواہد ہمارے پاس موجود ہیں۔ مرزا غلام احمد نے کہا ہے کہ "ہر وہ شخص جس کو میری دعوت پہنچی اور اس نے مجھے قبول نہ کیا، وہ مسلمان نہیں ہے" ـــ (تشحیذ الاذہان جلد ۲ صـ۱۲۵) اور کہا کہ میری بیعت میں توقف کرنے والا بھی کافر ہے (قادیانی قول وفعل الیاس برنی صـ۱۷) ان کے خلیفہ نے ایک قدم آگے بڑھ کر یہاں تک اعلان کیا کہ ـــ مرزا کی دعوت قبول نہ کرنے والے خواہ انہوں نے مرزا کا نام تک بھی نہ سنا ہو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں (صـ۱۷) ان کا انکار موجب غضب الٰہی اور کفر ہے (صـ۱۵) ایسے لوگ خدا ورسولؐ کے نافرمان اور جہنمی ہیں (صـ۱۶) اپنے نہ ماننے والوں کو مرزا کیسے

"پاکیزہ" القاب سے نوازکرتا ہے ۔ کل مؤمن یقبلنی الا ذریۃ البغایا ـــــ میرے مخالف جنگلوں کے سؤر ہو گئے ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں (نجم الہدیٰ ص۵۳) ہماری فتح کا قائل نہ ہونے والا ولد الزنا ہے، حلال زادہ نہیں ۔

مرزا کے خلیفہ اور فرزند محمود احمد نے قادیانیت کے نمائندہ کی حیثیت سے گورداسپور کی عدالت میں کہا ۔ کسی ایک نبی کا انکار بھی کفر ہے (اس لیے) غیر احمدی کافر ہیں (الفضل ۲۶ رجون ۱۹۲۲ء) قادیانیت کے عالمی ترجمان ظفر اللہ خان کا محمد علی جناح صاحب کے نماز جنازہ کا انکار کس کو معلوم نہیں ۔ اور جب پوچھا گیا تو ظفر اللہ نے کہا کہ مجھے کافر حکومت کا مسلمان ملازم سمجھئے یا مسلمان حکومت کا کافر ملازم ـــــ مسٹر جناح سے بہت پہلے اسی ظفر اللہ نے اپنے ایک اور محسن سرفضل حسین کے جنازہ سے بھی یہی سلوک کیا اور وہ دور ہندو سکھوں کے ساتھ الگ کھڑے رہے (قادیانی قول وفعل ص۲۳) یہی نہیں بلکہ جب بھی مرزائیوں کے موقف کی ترجمانی کی ضرورت ہوئی، ظفر اللہ نے عدالت میں بھی اس مؤقف کی تائید کی کہ وہ غیر احمدیوں کو کافر کہتے ہیں ۔ (ص۱۹)

ابھی پچھلے سال ایم ایم احمد نے اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کے مقدمہ میں مرزائیوں کے اسی موقف کو بڑی ڈھٹائی سے دہرایا اور جنازہ کے مسئلہ میں ظفر اللہ کے موقف کی بھی تصویب کی ـــــ مسلمانوں کے بارہ میں مرزائیوں کا یہ موقف اتنا کھلا اور واضح ہے کہ ۱۹۵۳ء کی منیر انکوائری نے بھی ہزار بد دیانتی اور جانبدارانہ رویہ کے باوجود اپنی رپورٹ میں لکھا ہے کہ ـــــ ہم نے اس بارہ میں احمدیوں کے بے شمار اعلانات دیکھے ہیں اور ہمارے لیے اس کی کوئی تعبیر سوائے اس کے ممکن نہیں کہ مرزا کے نہ ماننے والے ان کے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں ۔ (رپورٹ ص۲۱۲)

یہ تو مسلمانوں کے بارہ میں ان کا اصولی طرز عمل ہوا کہ وہ اپنے آپ کو مسلمانوں سے ایک الگ اور جدا گانہ امت سمجھنے لگے آگے اس اصولی موقف کو قائم رکھنے کے لیے دین و دنیا کا کوئی گوشہ ایسا نہ تھا جس میں مرزائیوں نے مسلمانوں سے الگ تشخص قائم رکھنے کی تلقین نہ کی ہو" ۔ (اسلام اور عصر حاضر ص۳۳۶)

یہی وجہ ہے کہ ان اداریوں اور اسی فرقہ کے متعلق تحقیقی مضامین نے مسلمانوں میں ایک جوش نیا ولولہ اور اس شیطانی وطاغوتی قوت کے خلاف ایک تحریک بپا کی اور ۱۹۷۴ء میں قادیانیت کے خلاف ملک گیر تحریک اٹھی ۔ جس میں بالآخر مسلمانانِ ملت کی قربانیاں رنگ لائیں ۔ اور اسی شجرۂ خبیثہ کو امت مسلمہ سے باہر پھینک دیا گیا ۔ اور یہ فرقہ غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا ۔

ع بہت بے آبرو ہو کر ترے کوچے سے ہم نکلے

اور پھر جب قادیانیت اورامتِ مسلمہ کا موقف نامی کتاب کی ترتیب وتدوین کا موقعہ آیا تو والد صاحب مدظلہ نے اس میں بھرپور حصہ لیا اور یہی مسودہ قومی اسمبلی کے فورم پر سنایا گیا۔ جس میں حضرت مولانا مفتی محمودؒ ، داداجان حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب قدس سرہٗ ، مولانا غلام غوث ہزاروی وغیرہم کا کردار نمایاں تھا۔ اس تاریخی فتح مبین پر الحق رمضان ۱۳۹۴ھ میں والد صاحب مدظلہٗ ایڈیٹر الحق نے یہ پرجوش اداری نقشِ آغاز تحریر فرمایا۔

۷؍ستمبر کا تاریخی اور اسلامی فیصلہ

۷؍ستمبر ۱۹۷۴ء کی شام کو ان آنکھوں نے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ کا جو عظیم اور مبارک فیصلہ ہوتے دیکھا اس کے تاثرات اور احساسات کے اظہار سے قطعی طور پر اپنے آپ کو عاجز پاتا ہوں ، میرے سامنے وہ نازک لمحات گزر رہے تھے جن کا تقریباً پون صدی سے ملتِ مسلمہ کو انتظار رہا۔ کتنے اہل اللہ تھے جن کی نیندیں مسیلمۂ پنجاب علیہ ما علیہ کی فتنہ سامانیوں کو دیکھ دیکھ کر حرام ہوگئیں تھیں۔ کتنے اکابر علم وفضل اور مردانِ بحث وتحقیق تھے۔ جن کی علم وفکر کی ساری توانیں اس راہ میں خرچ ہوئیں۔ کتنے اصحاب عشق وعزیمت تھے ، جنہوں نے شہنشاہِ دوعالمؐ کی بارگاہ میں سرخروئی پانے کے لیے اپنی جانیں لیلائے ناموسِ ختم نبوتؐ پر لٹادیں۔ کتنے اربابِ جہد وجہاد تھے جنہوں نے کھلے دل اور کشادہ پیشانی سے اس راہ کی ہر قید وبند کی صعوبتوں کو گلے سے لگایا۔ ؎

روئے کشادہ باید وپیشانی فراخ   آنجا کہ نعرہ ہائے ید اللہ مے زنند

کتنے اعاظم صدق وصفا تھے جنہوں نے وصیتیں کیں کہ اگر ایسا یوم مسعود اور فتح مبین ..... دیکھنا نصیب ہوجائے تو ہماری قبروں پر آکر مژدہ سنادیا جائے۔ آج علامہ انورشاہ کشمیریؒ اور سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی ارواح خوشی سے جھوم اٹھی ہیں۔ وہ دیکھو اقبالؒ ، ظفر علی خانؒ اور الیاس [illegible] کتنے شاداں وفرحاں ہیں۔ ثناء اللہ امرتسریؒ کی سرخروئی میں اور بھی اضافہ ہوچکا ہے۔ پیر مہر علی شاہؒ اور محمد علی مونگیریؒ کی خانقاہیں جگمگا اٹھی ہیں۔

ختمِ نبوّت کا منطقی مطالبہ

جب کہ وہ خاتم النبیینؐ ہیں تو سارے ادیان وملل ، احکام وفرامین اور دساتیر وقوانین کا بھی اسی پر خاتمہ ہوچکا ہے۔ یہی ختم نبوّت کا مطالبہ ہے۔ اب ساری تہذیب ، سارے ازم اور سارے تمدّن اس کے مدنی تمدّن کے سامنے مٹ چکے ہیں۔

آج کے اس عظیم اور بے مثال فیصلہ پر پوری ملّت کی طرح میری خوشیوں اور مسرتوں کی انتہا نہیں۔ میں اپنے آپ کو اس احساسِ حمد وثنا اور ان جذباتِ مسرت وابتہاج کے اظہار سے قطعی عاجز پارہا ہوں۔ پھر بھی

جذبات کے طوفان میں رُواں رُواں خدائے رب العالمین کا احسان مند اور شکر گزار رہنا چاہیئے ۔

میرے عزیز قارئین ! خدارا مجھے بتایئے ، میں ان لامحدود اور غیر فانی مسرتوں کو اپنے محدود اور ٹوٹے پھوٹے الفاظ میں کیسے سمیٹ سکتا ہوں ۔ ؟

الحمد لله الذی نصر عبدهٗ وانجز وعدهٗ وھزم الاحزاب وحدهٗ ھو الذی ارسل رسوله بالھدٰی ودین الحق لیظھرهٗ علی الدین کلّه وکفٰی بالله شھیداً ـــ اللّٰھم لک الحمد ملا السمٰوٰت والارض لا نحصی ثناءً علیک انت کما اثنیت علی نفسک ۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یا امام المرسلین یا قائد الخیر یا نبی الرحمۃ یا نبی الانبیا یا امام الرشد والھدٰی نفدیک بآباءناواولادنا وارواحنا یا سید المرسلین ۔ والله یقول الحق وھو یھدی السبیل ۔ ۱ر رمضان ۹۴ھ (اسلام اور عصر حاضر ص ۲۳۶)

بلاشبہ الحق کے وقیع متین اور پر وقار مشن اور صحافتی و سیاسی و علمی انداز نے بہت سے قادیانیوں کو اپنے موقف پر نظر ثانی پر مجبور کیا اور بہت سے لوگ جو کہ اس دام ہمرنگ زمین میں پھنس گئے تھے۔

ع دام ہمرنگ زمین بود گرفتار شدم

بتوفیق ایزدی اس جال اور شیطانی دلدل سے نکل گئے کیونکہ الحق نے جذبات کے بجائے ایک ٹھوس علمی انداز اپنایا اور سینکڑوں صفحات پر مشتمل مضامین و مقالات اس شجرۃ خبیثہ اور انگریز کے اس تخم فاسد کی بیخ کنی اور اس فرنگی پودے کی تار و پود اکھیڑنے میں صرف کیے۔

مثلُ کلمۃٍ خبیثۃٍ کشجرۃٍ خبیثۃٍ اجتُثّت من فوقِ الارض ما لھا من قرارٍ ۔

(جاری ہے)

اعتذار !

حضرت مولانا شہاب الدین ندوی مدظلہ کے مضمون "زکوٰۃ کا اجتماعی نظام" کی تیسری اور آخری قسط کتابت نہ ہو سکنے کے سبب اس شمارے میں شامل نہ ہو سکی لہٰذا قارئین اسے آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرما دیں !

(ادارہ)